ماہ شعبان اور اس میں اعمال کی حقیقت

تحریر:۔مولانا سید عبدالحلیم مدرس جامعہ سلفیہ

ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں ان چیزوں کا جائزہ لیتے ہیں جو لوگ اس ماہ شعبان میں کرتے ہیں۔ لیکن ان پر کوئی صحیح دلیل نہیں۔

ہمارے بعض لوگ اس ماہ کی پندرہ کو لیلۃ القدر یا شب برات کہتے ہیں اور نفل و نوافل وغیرہ پڑھتے ہیں اور مساجد میں چراغاں کرتے ہیں اور بازاروں میں پٹاخے چلا کر فضول خرچی کے کام سرانجام دیتے ہیں اور اس طرح اس کے آخر میں رمضان المبارک کے استقبال کے لئے روزے رکھتے ہیں۔

اب سب سے پہلے ان لوگوں کے دلائل دیکھتے ہیں جو نصف شعبان کو لیلۃ القدر کہتے ہیں انکی دلیل سورہ الدخان کی آیت:

حم۔ والکتاب المبین ۔ انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکہ انا کنا منذرین ۔(سورۃ الدخان ۱۔۳)

ترجمہ:۔ حم (یہ حروف مقطعات میں سے ہے) قسم ہے روشن کتاب کی بے شک ہم نے اس کو بابرکت رات میں نازل کیا بیشک ہم ڈرانے والے ہیں۔

اس آیت میں لیلۃ مبارکہ کا لفظ جو ذکر ہوا ہے اس کو ہم دیکھتے ہیں اس کی تحقیق پیش کرتے ہیں کہ اس سے کونسی رات مراد ہے۔ کیا اس سے نصف شعبان کی رات ہے یا رمضان المبارک کی لیلۃ القدر مراد ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس کی متعلق فرماتے ہیں مختصر ابن کثیر للصابونی ص ۲۹۹' ابن کثیر اپنی تفسیر میں اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس سے لیلۃ القدر مراد ہے۔ جیسا کہ اس کی تائید میں سورۃ قدر کی آیت کو پیش کرتے ہیں۔

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ (الایہ) اور فرماتے ہیں کہ یہ رات رمضان المبارک ہی کے مہینہ میں ہے اور اس کی تائید میں سورۃ بقرہ کی آیت کو پیش کرتے ہیں شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ۔

اب ان دلائل و شواہد سے معلوم ہوا کہ اس لیلۃ مبارکہ سے وہ رات مراد ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں آتی ہے جس کے متعلق حضرت ابو سلمۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

التمسوھا فی العشر الاواخر فی الوتر۔ (بخاری ح ۲۰۱۶)

اور یہ ہی وہ لیلۃ القدر ہے جس کے متعلق سورۃ القدر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لیلۃ القدر خیر من الف شھر۔

لیلۃ القدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں:

من قام لیلۃ القدر ایمانا و احتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ۔ (الحدیث' رواہ البخاری کتاب فضل لیلۃ القدر حدیث نمبر ۲۰۱۴)

ترجمہ:۔ جو لیلۃ القدر کا قیام ایمان اور ثواب کے ارادہ سے کرتا ہے اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

اب اسی لیلۃ المبارکہ کی تحقیق تفسیر قرطبی کی روشنی میں دیکھ لیں۔

امام قرطبی اپنی تفسیر میں لیلۃ المبارکہ سے نصف شعبان کی رات مراد لیتے ہیں اور کہتے ہیں اس کے چار نام ہیں۔

۱۔ لیلۃ مبارکہ
۲۔ لیلۃ البراءۃ جس کو شب براہ کہتے ہیں۔
۳۔ لیلۃ الصک
۴۔ لیلۃ القدر

عکرمہ کہتے ہیں کہ لیلۃ مبارکہ سے نصف شعبان مراد ہے۔ مگر اس سے لیلۃ القدر

ہی صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔

(سورۃ القدر)

قتادہ اور ابن زید فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پورا قرآن پاک لیلۃ القدر میں نازل کیا۔ ام الکتاب سے بیت العزت جو کہ اسمان دنیا میں ہے وہاں اتارا پھر اس کو اپنے نبی پر بذریعہ وحی راتوں اور دنوں میں تئیس سال میں نازل کیا اور یہ ہی مفہوم سورۃ بقرہ میں اس طرح بیان فرمایا:

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ (البقرہ الایہ ۱۸۵ قرطبی ج ۱۵۔۱۶' ص ۸۴۔۸۵)

اسی طرح اس لیلۃ المبارکہ کے متعلق علماء کے دو اقوال ہیں۔

پہلا قول ان کا ہے جو اس سے نصف شعبان مراد لیتے ہیں یہ ابن ماجہ کی حدیث سے استدلال لیتے ہیں۔ وہ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے' فرماتے ہیں:

ان النبی صلّی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا و صوموا یومھا فان اللہ تعالی ینزل لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الامستغفر فاغفرلہ الامبتلی فاعافیہ الامسترزق فارزقہ الاکذا الا کذا حتی یطلع الفجر:

اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا رقم الحدیث ۱۳۸۸ اور الشجری نے امالی میں ۲۸۰ جلد نمبر ۱ اور بیہقی نے فضائل الاوقات میں رقم الحدیث ۲۳ اور شعب الایمان میں رقم الحدیث ۳۵۴۲ اور ابن الجوزی نے العلل المتناھیہ میں ۲/۱۷

ترجمہ:- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی نصف رات ہو تو اس کی رات کا قیام کرو اور اس کے دن کا روزہ رکھو بے شک اللہ تعالیٰ غروب شمس کے ساتھ آسمان دنیا میں اتر آتا ہے۔ پھر وہ یہ آواز لگاتا ہے کہ ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا میں اس کو بخش دوں اور ہے کوئی تکلیف میں مبتلا میں اس کو صحت دوں ہے کوئی رزق کا طالب کہ میں اسکو رزق دوں۔۔۔۔

۔۔۔یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

یہ ان کا مذہب ہے جو لیلۃ المبارکہ کو نصف شعبان کی رات کہتے ہیں اور یہ مذہب عکرمہ مولی ابن عباس کا ہے اس میں سال کے معاملات کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کر لیتے ہیں اور زندگی کو موت سے بدل دیا جاتا ہے اور جس نے حج کرنا ہوتا ہے ان کو بھی لکھ لیا جاتا ہے۔ اسمیں نہ کوئی زیادہ کرتے ہے اور نہ کوئی کم کرتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ والی حدیث کی سند کو دیکھ لیں تو اسمیں ایک راوی ابن ابی سبرۃ ہے جو متروک ہے اور بعض نے اس کو وضاع بھی کہا ہے۔ اس کا نام ابو بکر بن عبداللہ بن محمد بن سبرۃ ہے۔ امام احمد اور ابن معین اس کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ احادیث وضع کرتا ہے۔ (ابن کثیر ۱/۴۴۴) مصعب الزبیدی کہتے ہیں کہ یہ عالم ہے اور ساتویں طبقہ سے ہے اور ۱۶۲ھ میں فوت ہوا ہے۔ دیکھیں تقریب التھذیب ص ۶۲۳ طبع دار الرشید اور عکرمہ والی حدیث کا ترجمہ اور اسکی سند پر روشنی بھی سامنے آگئی۔ لہذا یہ حدیث صحیح نہیں جس سے معلوم ہوا کہ اس مہینہ میں نصف شعبان کو اہتمام کے ساتھ عبادت کرنا اور اس خاص دن کا روزہ رکھنا صحیح نہ ہوا۔

اس ضمن میں حضرت عثمان بن المغیرہ کی روایت ہے آپ نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تقطع الاجال من شعبان الی شعبان حتیٰ ان الرجل ینکح ویولدلہ ولقد خرج اسمہ فی الموتی۔ (رواہ ابن جریر ۲۵/۱۰۹)

جس کا معنی ہے کہ ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک موت کا وقت متعین کر دیا جاتا ہے۔ حتی کہ ایک آدمی نکاح کرتا ہے اور اسکے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا نام مردوں میں نکلتا ہے۔

اب اس حدیث کی سند کو دیکھ لیں

اس حدیث کی سند میں عقیل بن خالد عن ابن شہاب عنہ کی سند سے مروی ہے اور یہ شعب الایمان للبیہقی میں ہے۔ رقم الحدیث ۳۵۵۸' ابن مغیرہ کے قول سے مروی ہے جو کہ مرفوع نہیں اور ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے اس کے مثل اور بھی احادیث ہیں۔ تو یہ حدیث مرسل ہے مرفوع نہیں۔

اب ہم ان کے دلائل کو دیکھتے ہیں جو کہتے ہیں کہ اس سے مراد لیلۃ القدر ہے اور یہ دوسرا قول ہے۔ تو لیلۃ المبارکہ کو لیلۃ القدر کہنے والے ان میں حضرت قتادہ اور ابن زید اور مجاہد اور الحسن اور ابو عبدالرحمان السلمی ہیں اور عراق کے اکثر علماء کا یہ ہی قول ہے اور یہ کہتے ہیں کہ

رمضان المبارک کی لیلۃ القدر میں تمام فیصلے کر لئے جاتے ہیں ہر قسم کی موت اور عمل اور رزق جو کچھ بھی اس سال میں ہونا ہوتا ہے۔ اسکا فیصلہ کر لیا جاتا ہے۔

سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں کہ لیلۃ القدر میں حاجیوں کو اجازت مل جاتی ہے ان کے نام اور ان کے آباؤ اجداد کے نام لکھ لئے جاتے ہیں ان میں کوئی بھی پیچھے نہیں رہتا اور نہ ہی ان میں زیادتی ہوتی ہے اور نہ کمی واقع ہوتی ہے۔

اور ھلال بن یساف کہتے ہیں کہ انتظار کر فیصلہ کی رمضان المبارک میں۔ اور علماء المسلمین اسی قول کو ترجیح دیتے ہیں کہ اس سے رمضان المبارک والی لیلۃ القدر مراد ہے۔

اور ابن وضاح زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ ہمارے مشائخ اور فقہاء میں سے کسی ایک نے بھی نصف شعبان کی طرف دھیان نہیں دیا اور نہ ہی انہوں نے مکحول کی حدیث کی طرف دیکھا اور نہ ہی اس کو باقی روایات پر فوقیت دیتے ہیں۔

مکحول مالک بن یخامر سے اور یہ معاذ سے روایت کرتے ہیں کہ:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یطلع اللہ تبارک و تعالیٰ الی خلقه لیلة نصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقه الا مشرك او مشاحن۔

اس حدیث کو ابن ابی عاصم ۵۱۲ اور ابن حبان ۷ / ۴۷ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور کہا کہ اس کی سند میں کلام لیکن حدیث کی اور بھی بہت سی اسناد ہیں جو اس کو حسن بنا دیتی ہیں۔

بکر بن عبداللہ بن زید نے اس پر (التحدیث بما قیل لا یصح فیه حدیث) میں گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ زرقانی نے شرح المواھب ۷ / ۴۷۳ میں اس حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ قسطلانی نے ابن رجب سے نقل کیا ہے کہ ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور اس میں ابن دحیہ کے قول کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ نصف شعبان کی رات میں کوئی صحیح حدیث نہیں۔ مگر وہ اس سے صرف اصطلاحی طور پر صحت کی نفی مراد لیتے ہیں کہ اصطلاحی طور پر صحیح نہیں مگر حضرت معاذ کی حدیث حسن ہے صحیح نہیں۔ قاسمی کا قول اخص ہے جو انہوں نے اصلاح المساجد ص ۱۰۷ میں کہا ہے کہ نصف شعبان کی فضیلت میں کوئی بھی صحیح حدیث نہیں۔

زرقانی نے اس کا بھی تعاقب کیا ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے الصحیحہ برقم ۱۱۴۴ میں کہا ہے کہ نصف شعبان کی رات کے متعلق صحیح حدیث حضرت معاذ والی ہے کہ "یطلع الله تبارك و تعالیٰ الی خلقه لیلة النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقه الا مشرك اومشاحن"

صحیح حدیث ہے:

اس حدیث کو ایک جماعت نے صحابہ سے مختلف سندوں سے روایت کیا ہے جو بعض کو بعض کے ساتھ مل کر مضبوط کر دیتیں ہیں اور اسی کے ساتھ قاسمی کی بات کا بھی تعاقب کیا ہے۔ دیکھئے التحدیث بماقیل لا یصح فیه حدیث ص ۷۰

ابن ابی ملیکہ سے کہا گیا کہ زیاد النمیری کہتا ہے کہ نصف شعبان کی رات کا اجر لیلۃ القدر کے برابر ہے تو اس نے جواب دیا کہ اگر میں اس کو کہتے ہوئے سن لوں اور میرے ہاتھ میں لاٹھی ہو تو میں اس کو ضرور ماروں اور یہ زیاد قصہ خانی کرنے والا آدمی تھا۔ اس کو ابن وضاح نے نقل کیا ہے۔ ص ۴۶ اور عبدالرزاق ۷۹۲۸)

اس مہینہ میں اہتمام کے ساتھ عبادت کرنے کی کیا حیثیت ہے۔

ابو محمد المقدسی فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں بیت المقدس میں کبھی صلاۃ الرغائب نہیں پڑھی جاتی جو رجب اور شعبان میں پڑھی جاتی ہے۔ مگر ہمارے ہاں سب سے پہلے اس بدعت کو جس نے شروع کیا وہ ۴۴۸ھ میں شروع کیا اس کا قصہ اس طرح ہے کہ ہمارے ہاں نابلس سے ایک آدمی آیا جو ابن ابی الحمراء کے نام سے معروف تھا اور اس کی تلاوت بہت اچھی تھی تو وہ شعبان کی پندرویں کو مسجد اقصیٰ میں کھڑا ہوا اس کے پیچھے ایک آدمی اور مل گیا اور تیسرا اور چوتھا اس طرح جب نماز ختم کی تو وہ بہت سی جماعت بن گئی۔ پھر یہ آدمی آئندہ سال آیا تو اس کے ساتھ بہت سے لوگوں نے نماز پڑھی اور مسجد میں یہ نماز عام پڑھی جانے لگی۔ حتیٰ کہ اس کا اہتمام لوگ گھروں اور اپنے ڈیروں میں کرنے لگے۔ پھر اس طرح یہ نماز رواج پکڑ گئی۔

اب اس مہینہ میں روزہ رکھنا اس کی کی حیثیت ہے۔ تو اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے۔

اذا کان النصف من شعبان فلا صوم حتیٰ یجی رمضان۔ اس کو ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔ ج

اص ۵۳۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب نصف شعبان ہو تو اس کا کوئی روزہ نہیں یہاں تک کہ رمضان آجائے۔

اور اس طرح وہ روزہ جو لوگ رمضان سے پہلے شعبان میں ایک دن یا دو دن پہلے رکھتے ہیں اس کے بارہ میں بھی آپ نے منع فرمایا:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقدموا صیام رمضان لیوم ولا یومین الا رجل کان یصوم صوماً فیصومہ۔ (رواہ ابن ماجہ ج ۱/ ۵۳۸)

حضرت ابوہریرۃ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن روزہ نہ رکھو مگر وہ آدمی جو معمول کے مطابق روزہ رکھتا ہے وہ اس کا روزہ رکھے۔

جیسا کہ حضرت ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ آپ شعبان کو رمضان کے ساتھ ملاتے یعنی دونوں مہینوں کے روزے رکھے۔ (ابن ماجہ ج ۱/ ۵۳۸)

خلاصہ بحث

اب ہماری اس مکمل بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ نصف شعبان لیلۃ المبارکہ یا لیلۃ القدر نہیں بلکہ لیلۃ القدر وہی رات ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں آتی ہے۔ شعبان کی نصف کے متعلق جو حضرت معاذؓ سے حدیث ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نصف شعبان کو اپنے بندوں کی طرف دیکھتا ہے اور ان سب کو بخش دیتا ہے مگر مشرک اور سخت دشمنی کرنے والے کو نہیں بخشتا۔

اس کو بھی شیخ الالبانی نے سلسلہ الصحیحہ میں صحیح کہا ہے بلکہ یہ حسن ہے۔ تو اس کے علاوہ اس رات کی کوئی فضیلت نہیں نہ اس میں کوئی نفل و نوافل کے پڑھنے کا ذکر ہے اور نہ ہی کسی اہتمام کے ساتھ عبادت کا ذکر ہے۔

تو جو لوگ اہتمام کے ساتھ عبادت کرتے ہیں یا روزہ رکھتے ہیں اور جو بھی اس رات اعمال و افعال کرتے ہیں ان کے ہاں کوئی صحیح دلیل نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان خرافات اور غلط چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم وہ ہی کام کریں جس کا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا اور اپنے رسول کا مطیع بنائے۔

آمین ......وما توفیقی الا باللہ......

ضرورت قاری

شعبہ تحفیظ القرآن ایبٹ آباد کے لئے ایک خوش الحان کہنہ مشق قاری کی ضرورت ہے۔ معاوضہ انشاء اللہ مناسب ہوگا۔

رابطے کیلئے

میاں عبدالواجد۔ امیر انجمن مسجد ہذا

قاری عبدالمجید ثاقب

مرکزی جامع مسجد اہلحدیث ابوذر سٹریٹ محلہ کنج کہال ایبٹ آباد فون: 33453

برائی کو روکنے کی کوشش نہ کی جیسا کہ اصحاب سبت کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عموماً لوگ یہ سوچ کر بیٹھے رہتے ہیں کہ برائی اس قدر پھیل چکی ہے، مجھ اکیلے کے بس کی بات نہیں کہ میں اس میں کوئی بہتری پیدا کر سکوں لہذا خاموش رہنا ہی ٹھیک ہے۔ یہ سوچ درست نہیں ایک تو اس لئے کہ تکلیف زیادہ ہو تو علاج بند نہیں کیا جاتا بڑھایا جاتا ہے دوسرے یہ کہ اصلاح کا آغاز تو ہمیشہ ایک دو افراد ہی سے ہوتا ہے۔ انبیائے کرام کی دعوت ہمیشہ ایک فرد ہی سے شروع ہوتی رہی ہے۔

ایسے لوگ اگر برائی کے خلاف جنگ کرنا چاہیں تو ان کے سامنے تین محاذ کھلے ہیں۔ برائی میں ملوث افراد کو برائی سے روکیں، پیار سے، محبت سے اور ضرورت پڑے تو سختی سے کام لیں۔ برائی کا ذمہ دار اگر نظام ہے تو اسے تبدیل کرنے کے لئے مشترکہ جدوجہد کریں اور اگر برائی کا ذمہ دار نظام نہیں بلکہ انتظامیہ ہے تو مل جل کر ایسی انتظامیہ کا راستہ روک دیں۔ اگر میں اور آپ برائی کے خلاف جہاد کا آغاز کر دیں اور نیکی کی دعوت عام کرنے کی کوشش شروع کر دیں تو نیکی کا اجالا برائی کے اندھیرے کو معدوم کر دے گا اور نئی نسل کے لئے وہ رستے کھل جائیں گے جو دین کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ پھر دین کی سمجھ عام ہو جائے گی اور دین پر عمل کرنا عزت و افتخار کا باعث بن جائے گا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری نئی نسل دین کی طرف راغب ہو کر دنیا و آخرت کی سرفرازیاں حاصل کریں تو ہمیں کھل ... مجدے کے میدان میں کودنا پڑے گا۔